احناف کا اہل حدیث کو خراج تحسین!

کتھ.... محمد اشرف جاوید

مدیر مکتبہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

عام طور پر جہلاء اہل حدیث کو ایک نیا فرقہ تصور کرتے ہیں کہ ان کا وجود قدیم سے نہیں ہے۔ یہ بات تو سرے سے غلط ہے بلکہ اہل حدیث کے مبارک نام سے موسوم یہ جماعت پہلی صدی میں بھی تھی مثلاً ابن خلدون نے ذکر کیا کہ مسلمانوں کی تقسیم دو قسم کی تھی۔ اہل رائے اور اہل حدیث' اہل رائے کے امام حضرت ابو حنیفہؒ تھے۔

اہل حدیث کے امام حضرت امام مالکؒ تھے۔

اس وقت ہمارا موضوع بحث یہ نہیں ہے ہم کسی وقت اس پر مفصل مضمون تحریر کریں گے۔ انشاء اللہ۔"

حضرت الامام شاہ اسماعیل شہید کے اثر سے خالص عاملین بالحدیث کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا۔ شروع شروع میں یہ دونوں طبقے یعنی حنفی اور اہلحدیث ساتھ مل کر کام کرتے تھے۔ دونوں کا زور جہاد پر تھا۔ جناب خواص خاں نے اپنی کتاب روئیداد مجاہدین ہند صفحہ ۳۵۱ میں تحریر کیا ہے کہ اہل دیوبند جو پکے حنفی ہیں ایک اچھا خاصا طبقہ سید شہید کے مسلک پر چلنے کو سرمایہ سعادت خیال کرتے ہیں یہ تمام طبقے عرف عام کے مطابق وہابی کی فہرست میں آتے ہیں۔ مگر انہیں اہل حدیث نہیں کہا جا سکتا۔ اہل حدیث ایک بالکل دوسری جماعت ہے جو باطنیوں اور شیعوں کے توڑ کے لئے پیدا ہوئی تھی اور یہ کوئی نئی جماعت نہیں بنو عباس کے اوائل عہد دوسری صدی ہجری ہی میں محدثین اور اہل حدیث کا گروہ ممتاز و مشہور تھا۔ یاد رہے لکھنے والے حنفی ہیں۔

زوال پذیر اور مردہ اقوام کے عزم و جہاد کی جگہ گوشہ نشینی و بزدلی لے لیتی ہے خدا پرستی کے بجائے شیطان پرستی گھر کر لیتی ہے اوہام باطلہ اپنا قبضہ جما لیتے ہیں خود اعتمادی کا خاتمہ ہو جاتا ہے دنیا کی ہر شے کو حاجت روا اور تنکے کو ڈوبتوں کا سہارا سمجھا جانے لگتا ہے۔

برائے نام بادشاہوں کی عیش پرستیوں نے قوم پر جمود طاری کر دیا تھا' مولانا محمد شاہ اسماعیل بن عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ فضل حق بن مولانا فضل امام خیر آبادی نے اسی پر آشوب دور میں آنکھیں کھولی تھیں۔

دونوں حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے تربیت یافتہ اور ایک ہی ماحول میں پرورش پانے والے تھے دونوں کا علمی خاندان سے تعلق تھا پندرھویں پشت میں جد اعلیٰ شیر الملک بن عطاء الملک شاہ ایرانی میں دونوں کا نسب جا کر مل جاتا ہے۔ دونوں بے انتہا ذہین و فطین تھے۔ ایک نے تیرہ سال اور دوسرے شاہ اسماعیلؒ شہید نے سولہ سال کی عمر میں علوم نقلیہ و عقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کر لی تھی۔ شاہ صاحب علامہ صاحب سے ۱۸ سال بڑے تھے اس لحاظ سے علامہ کی پیدائش اور شاہ صاحب کی مسند نشینی درس و تدریس کا سال تقریباً ایک ہی ہو جاتا ہے۔

"باغی ہندوستان کا مترجم و مرتب شیروانی شاہ صاحب کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ "مسلمانوں کی گمراہی اور بے راہ روی شاہ اسماعیل سے نہ دیکھی گئی۔ درس و تدریس کے ساتھ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ عم محترم شاہ عبد القادر دہلوی کے بعد ۱۸۱۷ء میں ان کی جگہ سنبھال لی۔ جامعہ مسجد کو مرکز رشد و ہدایت بنایا۔ پہلا وعظ وحدانیت باری تعالیٰ اور دوسرا فقر و تصوف پر کہا۔ ان کے وعظوں کو منشی ہیرا لال نے نقل کیا ہے۔

حیات طیبہ میں مفصل درج ہے "الحق مرو لو کان ورا" کے مطابق جو تمام مصلحین کے ساتھ ہوتا آیا ہے ان کے ساتھ بھی وہی ہوا۔ جذبات و خواہشات کے خلاف اٹھائی ہوئی آواز کی مخالفت ہوئی اور پوری طاقت سے ہوئی۔ لوگوں نے غلط فہمیاں پھیلانی شروع کیں۔ الزامات تراشنا اور بہتان باندھنا' اپنا شعار بنا لیا خدا کے پیغام پر عمل کرنے کو کہا جاتا تھا تو ابائی رسم و رواج کا حوالہ دیا کرتے تھے۔

"و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل فتبع ما الفینا علیہ اباء نا"

(باغی ہندوستان صفحہ ۱۱۷ طبع جامعہ قادریہ اندرون لوہاری لاہور۔)

نوٹ یاد رہے کہ بریلوی حضرات نے "باغی ہندوستان" کی اشاعت نو میں یہ حوالہ حذف کر دیا

ہے تفصیل کیلئے دیکھیں۔ طبع انڈیا۔

شاہ اسماعیل اور مولانا فضل حق کے درمیان کچھ اختلاف تھا جو ایک علمی نوعیت کا تھا اگر آج بھی کوئی ٹھنڈے دل سے دونوں کی تحریریں پڑھے تو فیصلہ مولانا شاہ اسماعیل کے حق میں دے گا۔" (مسئلہ امتناع نظیر)

مولانا اسماعیل شہید وعظ و تذکیر کے ساتھ ساتھ جہاد بھی کرتے رہے۔ آخر ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون جب ان کی شہادت کی خبر مولانا فضل حق خیر آبادی کو پہنچی تو آپ نے افسوس کا اظہار اس انداز سے کیا۔

مولانا فضل حق مرحوم منطقی خیر آبادی اور مولانا شہید میں باوجودیکہ معاصرت کی وجہ سے اختلاف تھا۔ مگر جس وقت شاہ صاحب کی شہادت کی خبر مولانا نے سنی اس وقت علامہ غلام یحیٰ کا سبق پڑھا رہے تھے سننے کے ساتھ کتاب بند کردی اور سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے رہتے رہے اس کے بعد فرمایا کہ اسماعیل کو ہم مولوی نہیں جانتے تھے بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا کوئی شے نہ تھی جس کی ابتداء و انتہا اس کے ذہن میں نہ ہو امام رازی نے اگر حاصل کیا چراغ دکھا کر اور اسماعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خداداد سے (حیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۱۰)

بعض حضرات اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں تو مولانا فضل حق صاحب کی کوئی تحریر جو جہاد کی مخالفت میں ہو پیش کریں بلکہ مولانا کا اپنا بیان جس سے واضح ہوتا ہے کہ کاش مجھے شہادت نصیب ہو جاتی۔

باغی ہندوستان میں مولانا بیان کرتے ہیں "میں بیٹھنے والوں کو لڑائی میں برابر آگے بڑھاتا رہا اور لڑائی شروع ہو جانے پر خود بیٹھا رہا۔"

میں اپنی سستی کی وجہ سے ایسے موقع پر باز رہا۔ یہ میں نے بڑا جرم کیا جب نیک بخت حضرات نے مجھے شہادت کے لئے بلایا تو میں حاضر نہ ہوا یا میں شہادت سے محروم رہا۔ سعادت مندوں نے جام شہادت نوش کیا۔ (باغی ہندوستان صفحہ ۳۱۴)

تو ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا شہادت کا جام نوش کرنا چاہتے تھے مگر بعض

حضرات نے ان کو مولانا شہید کی مخالفت میں لگا دیا جیسے مولانا نے کہا مجھے بدایوں والوں نے مولانا کی مخالفت پر ابھارا۔

۲۔ اسی طرح اہل حدیث حضرات کو باباغلام فرید (المعروف چاچڑاں) نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہ قارئین کی نظر کیا جاتا ہے "بابا فرید" سے ان کے مرید خواجہ قطب الموحدین محمد بخش نے سید نذیر حسین محدث دہلوی" کے بارے میں سوال کیا جو غیر مقلد وہابی ہے آپ کی کیا رائے ہے! بابا فرید نے جواب دیا وہ تو صحابی معلوم ہوتے ہیں یہی انسان کے لئے کافی ہے کہ اس جیسا کوئی نہ ہو اس زمانہ میں علم حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ وہ انتہائی بے نفس اور متواضع انسان ہیں اہل اسلام کے کسی فرقے کو برا نہیں کہتے اگر کوئی ان کو برا بھی کہے اس کے جواب نہیں دیتے۔ بڑھاپے کے عالم میں بھی اپنا کام خود کرتے ہیں اگر کوئی انسان ان کا مہمان ٹھہرے تو کھانا خود لا کر حاضر کرتے ہیں۔ (مقابیس المجالس المعروف اشارات فریدی ج ۴ صفحہ ۱۸۵ فقہاء ملتان صفحہ ۵۹)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جو بہت ایمان افروز ہونے کے ساتھ مسلک اہل حدیث کے حق ہونے کا بھی واضح ثبوت مہیا کرتا ہے وہ یہ ہے۔"

للہیت ہی کا اثر تھا کہ نوابان بہاولپور اپنے آپ کو خواجہ [illegible] دن غلام تصور کرتے تھے موجودہ نواب کے دادا نے جب احمد پور کے پاس ڈیرہ نواب میں رہائش اختیار کی تو احمد پور میں ایک غیر مقلد مولوی احمد بخش بھی رہتے تھے نواب کے خدام نے شکایت کی کہ مولوی احمد بخش وہابی ہے اور اولیاء کرام کا منکر ہے ریاست میں اس کا رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس کے یہاں رہنے سے وہابیت پھیلے گی۔ نواب نے بے سوچے سمجھے ان کے ریاست بدر کرنے کے احکام جاری کر دیئے۔ مولوی احمد بخش کو جب معلوم ہوا تو وہ سیدھے حضرت خواجہ غلام فرید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ عرض کیا آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ یہیں رہیں عنقریب نواب صاحب آنے والے ہیں۔ اللہ فضل فرمائے گا کچھ نہ کچھ تدارک ہو جائے گا۔"

[illegible] صاحب آپ کی زیارت کے ملنے آئے تو اس حکیم الامت نے براہ راست نواب [illegible] معاملہ میں کوئی بات بھی نہ کی بلکہ جس وقت نماز کے لئے تشریف لے

گئے تو آپ نے مولوی احمد بخش صاحب کو ارشاد فرمایا کہ وہ امامت کروائیں چنانچہ خواجہ صاحب نواب صاحب اور مولوی احمد بخش کی شکایت کرنے والے سب لوگوں نے مولوی احمد بخش کی اقتداء میں نماز ادا کی نواب صاحب فرط ادب سے دم بخود تھے اور یہ دیکھ کر حیران کہ خواجہ صاحب نے اس وہابی کے پیچھے نماز کیسے پڑھ لی۔

نماز کے بعد خواجہ صاحب نے عام لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا آجکل لوگ خدا بننے کی کوشش کر رہے ہیں کوئی اپنے کو مالک خیال کرتا ہے اور کوئی رزاق" اللہ تعالیٰ کی خدائی میں تو کافروں کے لئے بھی جگہ ہے اور مشرکوں کے لئے بھی کیونکہ

بریں خواں یغما چہ دشمن چہ دوست

نواب صاحب پہلے ہی دل میں شرمندہ ہو رہے تھے یہ بات سن کر دوزانو ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ قبلہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے میں اپنے احکام واپس لیتا ہوں اور نہایت عاجزی سے مولانا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ احمد پور شرقیہ واپس تشریف لے چلیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کیوں نواب صاحب کافروں کے لئے تو آپ کی ریاست میں جگہ عام ہے مگر موحدوں کے لئے آپ کے ہاں کوئی جگہ نہیں۔ یہ لوگ توحید و رسالت کو تو مانتے ہیں نواب صاحب نے سر جھکا کر نہایت لجاجت سے عرض کی کہ قبلہ زیادہ شرمندہ نہ فرمائیں۔ میں مولانا کو واپسی پر اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور انشاء اللہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہوگی۔ آج ایسے وسیع الاخلاق لوگ کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ کی ذات بریلوی حضرات میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ پیر صاحب پیر ہونے کے ساتھ ایک عالم دین بھی تھے اور ان کا مولانا عبدالاحد خان پور کے ساتھ اختلافی مسائل پر بحث کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ مولانا عبدالاحد نے ان کے خلاف کافی کتب تحریر کی ہیں ان میں چند ایک جامعہ سلفیہ کی لائبریری میں موجود بھی ہیں۔ مولانا جواب لکھنے میں بہت تیز تھے اور مولانا حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ اس خاندان کا علمی کام بہت زیادہ ہے کاش کوئی اہل علم اس کو ایک جگہ جمع کرادے ویسے انکے حالات پر تذکرہ خان پور مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے طبع کروادیا تھا۔ الحمدللہ۔

تذکرہ خان پور میں لکھا ہے کہ مولانا محمد یوسف خان پوری — [illegible]اری شریف جو درس

نظامی میں پڑھائی جاتی ہے اس کی سفرجح میں کتابت کی۔ واقعتاً یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس لئے اس میں غلطیاں کم ہیں۔

تو بات مولانا عبدالاحد اور پیر مہر علی شاہ کی تھی۔ اختلاف کے باوجود ان کا احترام بجالاتے تھے۔"

حکیم عبدالاحد خان پوری رحمتہ اللہ علیہ عامل بالحدیث تھے طب کے علاوہ حدیث و تفسیر پر گہری نظر رکھتے تھے۔ محمد ایوب شاہ افغانستان کے شاہی طبیب تھے انہی کے ساتھ نظر بند ہو کر پنڈی آئے۔ چندے بعد نظربندی ختم ہو گئی اور انہوں نے جامع اہلحدیث کے ایک بوسیدہ حجرہ میں مطب کھول لیا۔ اسی شکستہ حجرہ میں انہوں نے ایک طرف معرکہ الاراء معالجات کے باعث شہرت پائی تو دوسری طرف علمی کمالات کی دھاک بٹھائی۔ ۱۹۲۷ء میں حج سے واپسی پر انتقال ہوا ان کی رحلت کی خبر گولڑہ شریف پہنچی تو اس وقت حضرت پیر صاحب چائے پی رہے تھے۔ پیالی ہاتھ سے رکھ دی آنکھ بھر آئی۔

کسی معتقد نے کہا "اچھا ہوا ہمارا مخالف چل بسا۔" حضرت نے اسے جھڑکا اور کہا "مقام گریہ ہے علم کا وہ آفتاب غروب ہوا ہے جسکی جگہ لینے والا مشکل ہی سے پیدا ہوگا۔"

یہ ہمارے اسلاف تھے باوجود مخالفت کے لوگ! ان کی مدح کرنے پر مجبور تھے۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم۔